بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 رجون 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں حضرت زید بن حارثہ کے واقعات میں بیان کر رہا تھا اور اس ضمن میں طائف کے سفر کے واقع کا بھی ذکر ہوا تھا اس سفر کی کچھ مزید وضاحت جو سیرت خاتم النبیین میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھی ہے بیان کرتا ہوں۔

طائف ایک مشہور مقام ہے جو مکہ سے جنوب مشرق کی طرف چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اس زمانہ میں قبیلہ بنو ثقیف سے آباد تھا۔ کعبہ کی خصوصیت کو اگر الگ رکھ کر دیکھا جائے تو طائف گویا مکہ کا ہم پلہ تھا۔ اس میں بڑے بڑے صاحب ثروت اور دولتمند لوگ آباد تھے اور طائف کی اس اہمیت کا خود مکہ والوں کو بھی اقرار تھا چنانچہ یہ مکہ والوں کا ہی قول ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا ہے کہ لَوۡلَا نُزِّلَ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡیَتَیۡنِ عَظِیۡمٍ (الزخرف:32) یعنی اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہے تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا۔ غرض شوال 10 نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے۔ بعض روایتوں میں اکیلے تشریف لے گئے بعض میں یہ ہے کہ زید بن حارثہ بھی ساتھ تھے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے دس دن قیام کیا اور شہر کے بہت سے رؤوسا سے یکے بعد دیگرے ملاقات کی مگر اس شہر کی قسمت میں بھی مکہ کی طرح اس وقت اسلام لانا مقدر نہیں تھا۔ چنانچہ سب نے انکار کیا بلکہ ہنسی اڑائی۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے رئیسِ اعظم عبد یالیل کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دی مگر اس نے بھی صاف انکار کیا بلکہ آپؐ کا تمسخر بھی کیا۔ اسکے بعد اس بدبخت نے شہر کے آوارہ آدمی آپ کے پیچھے لگا دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے نکلے تو یہ لوگ شور کرتے ہوئے آپ کے پیچھے ہو لئے اور آپ پر پتھر برسانے شروع کئے جس سے آپ کا سارا بدن خون سے تر بتر ہو گیا۔ حضرت زید بن حارثہ کے سر پر بھی پتھر لگے کیونکہ وہ پتھروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لگنے سے روکتے تھے۔ برابر تین میل تک یہ لوگ آپ کے ساتھ ساتھ گالیاں دیتے اور پتھر برساتے چلے آئے۔

طائف سے تین میل کے فاصلہ پر مکہ کے رئیس عتبہ بن ربیعہ کا ایک باغ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں آ کر پناہ لی اور ظالم لوگ تھک کر واپس لوٹ گئے۔ یہاں ایک سایہ میں کھڑے ہو کر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی: اے میرے ربّ میں اپنے ضعف قوت اور قلت تدبیر اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بےبسی کی شکایت تیرے ہی پاس کرتا ہوں۔ اے میرے خدا تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور کمزوروں اور بیکسوں کا تو ہی نگہبان اور محافظ ہے تو ہی میرا پروردگار ہے میں تیرے ہی منہ کی روشنی میں پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں کیونکہ تو ہی ہے جو

ظلمتوں کو دُور کرتا اور انسان کو دنیا و آخرت کے حسنات کا وارث بناتا ہے۔ 4

عتبہ وشیبہ اس وقت اپنے اس باغ میں موجود تھے۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا تو دور و نزدیک کی رشتہ داری سے یا قومی احساس سے یا بہرحال نہ معلوم کسی اور خیال سے اپنے عیسائی غلام عداس نامی کے ہاتھ ایک کشتی میں کچھ انگور لگا کر آپ کے پاس بھجوائے۔ آپ نے لے لیے اور عداس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور کس مذہب کے پابند ہو؟ اس نے کہا کہ میں نینوا کا ہوں اور مذہباً عیسائی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہی نینوا جو خدا کے صالح بندے یونس بن متی کا مسکن تھا؟ عداس نے کہا۔ ہاں مگر آپ کو یونس کا حال کیسے معلوم ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرا بھائی تھا کیونکہ وہ بھی اللہ کا نبی تھا اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔ پھر آپ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی جس کا اس پر اثر ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر جوشِ اخلاص میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چوم لئے۔ اس نظارہ کو دور سے کھڑے کھڑے عتبہ اور شیبہ نے بھی دیکھا۔ چنانچہ جب عداس ان کے پاس واپس گیا تو انہوں نے کہا عداس تجھے کیا ہوا تھا کہ اس شخص کے ہاتھ چومنے لگا۔ یہ شخص تو تیرے دین کو خراب کر دے گا حالانکہ تیرا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

حضرت زید جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مؤاخات حضرت اُسید بن حضیر سے کروائی۔ بعض نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مؤاخات حضرت حمزہ سے قائم کروائی۔ یعنی حضرت حمزہ کو آپ کا بھائی بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ غزوہ احد کے دن حضرت حمزہ نے لڑائی کے وقت حضرت زید کے حق میں وصیت فرمائی تھی۔ اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرۃ خاتم النبیین میں مزید لکھا ہے کہ

مدینہ پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو کچھ روپیہ دے کر مکہ روانہ فرمایا جو چند دن میں آپؐ کے اہل و عیال کو ساتھ لے کر خیریت سے مدینہ پہنچ گئے۔

حضرت زید بن حارثہ نے حضرت ام ایمن سے شادی کی تھی۔ آپ اپنے بیٹے ایمن کی وجہ سے ام ایمن کی کنیت سے مشہور تھیں آپ حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کی کنیز تھیں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال کی تھی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ساتھ لے کر اپنے میکے سے ملنے مدینہ گئیں تو اس وقت حضرت ام ایمن بطور خادمہ ساتھ تھیں۔ چھوٹی بھی ہوں گی۔ واپسی پر حضرت آمنہ کی وفات ہوگئی۔ حضرت ام ایمن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنہی دو اونٹوں پر مکہ واپس لے آئیں جن پر وہ مکہ سے گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوی نبوت سے قبل مکہ میں حضرت ام ایمن کی شادی عبید بن زید سے ہوئی جو خود ایک حبشی غلام تھے ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ایمن تھا حضرت ایمن نے غزوہ حنین میں شہادت کا مقام حاصل کیا۔ حضرت ام ایمن کے خاوند کی وفات ہوگئی تو آپ کی شادی حضرت زید سے کر دی گئی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ام ایمن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت مہربانی سے پیش آتیں اور آپ کا خیال رکھتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اہل جنت کی خاتون سے شادی کر کے خوش ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ ام ایمن سے شادی کر لے چنانچہ اس پر حضرت زید بن حارثہ نے ان سے شادی کی جس سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے۔ حضرت ام ایمن نے مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہاں سے ہجرت کے بعد مدینہ واپس آئیں اور غزوہ احد میں شرکت کی اس موقع پر آپ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ غزوہ خیبر میں بھی ان کو شرکت کی توفیق ملی۔ 23 ہجری میں جب حضرت عمر نے شہادت پائی تو حضرت ام ایمن بہت روئیں۔ لوگوں نے پوچھا کیوں روتی ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عمر کی شہادت سے اسلام کمزور پڑ گیا ہے۔ حضرت ام ایمن کی وفات حضرت عثمان کے دورِ خلافت کے آغاز میں ہوئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مہاجر مکہ سے مدینہ آئے اور ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہ تھا اور انصار زمین اور جائداد والے تھے تو انصار نے ان سے معاہدہ کیا کہ وہ ان کو اپنے باغوں کا میوہ ہر سال دیا کریں گے لیکن ان میں کام کاج وہ خود کریں گے۔ حضرت انس کی والدہ حضرت ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجور کے درخت دیئے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخت حضرت ام ایمن کو دے دیئے جو حضرت اسامہ بن زید کی والدہ تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینہ کو لوٹ گئے تو مہاجرین نے انصار کے وہ عطیے واپس کر دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت انس کی والدہ کو ان کی کھجوریں واپس کر دیں اور ان کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کو اپنے باغ میں سے کچھ درخت دے دیئے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت ام ایمن کو مدینہ کی طرف پیدل ہجرت کرتے وقت شدید پیاس لگی بڑی بزرگ عورت تھیں اللہ تعالیٰ سے ان کا بڑا خاص تعلق تھا۔ اس وقت آپ کے پاس پانی بھی نہیں تھا اور گرمی بھی بہت شدید تھی۔ انہوں نے اپنے سر کے اوپر کسی چیز کی آواز سنی تو کیا دیکھتی ہیں کہ ان پر آسمان سے ڈول کی مانند ایک چیز جھک آئی تھی جس سے پانی کے سفید قطرات گر رہے تھے۔ انہوں نے اس میں سے پانی پیا یہاں تک کہ سیراب ہو گئیں وہ کہا کرتی تھیں کہ اس کے بعد سے مجھے کبھی پیاس اور تشنگی کا احساس نہیں ہوا اور کبھی روزے کی حالت میں بھی پیاس محسوس ہوتی تو تب بھی میں پیاسی نہیں رہتی تھی۔ حضرت ام ایمن کی زبان میں کچھ لکنت تھی جب وہ کسی کے پاس جاتیں تو لکنت کی وجہ سے سلام اللہ علیکم کہتی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام اللہ علیکم کی بجائے سلامٌ علیکم یا السلام علیکم کہنے کی اجازت دی اور اب وہی رائج ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا کہ ہمارے ساتھ حضرت ام ایمن کے ہاں چلو کہ ان سے ملیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں۔ اس پر ان دونوں نے انہیں کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول کیلئے بہتر ہے۔ حضرت ام ایمن نے کہا کہ مَیں تو اس لئے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی۔ انہوں نے ان دونوں کو بھی رلا دیا اور وہ دونوں بھی رونے لگے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت زید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے بھی تھے آپ نے حضرت زید کی ایک شادی حضرت زینب بنت جحش سے کروائی تھی لیکن یہ شادی زیادہ عرصہ تک نہیں چلی اور حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ یہ شادی ایک سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ تک رہی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی۔

حضور انور نے سیرت خاتم النبیین سے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: حضرت زینب آنحضرت کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں اور باوجود نہایت درجہ نیک اور متقی ہونے کے ان کی طبیعت میں اپنے خاندان کی بڑائی کا احساس بھی کسی قدر پایا جاتا تھا۔ آپؐ نے اپنی اس عزیزہ یعنی زینب بنت جحش کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے ساتھ تجویز فرما دی۔ پہلے تو زینب نے اپنی خاندانی بڑائی کا خیال کرتے ہوئے اسے ناپسند کیا لیکن آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی پرزور خواہش کو دیکھ کر رضامند ہو گئیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اور تجویز کے مطابق زینب اور زید کی شادی ہو گئی اور گو زینب نے ہر طرح شرافت سے نبھاؤ کیا۔ لیکن حضرت زینب کے دل میں بھی خلش تھی کہ مَیں ایک معزز خاندان سے ہوں اور حضرت زید کو بھی اپنی پوزیشن کے چھوٹا ہونے کا خیال تھا۔ اس احساس نے آہستہ آہستہ زیادہ مضبوط ہو کر ان کی خانگی زندگی کو بے لطف کر دیا تھا اور میاں بیوی میں ناچاقی رہنے لگی تھی۔ جب یہ ناگوار حالت زیادہ ترقی کر گئی تو زید بن حارثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ شکایت کی کہ زینب سخت زبانی سے کام لیتی ہے اس لئے میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو طلاق دینے سے منع فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جس

طرح بھی ہو نبھاؤ کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے زید خاموش ہو کر واپس آ گئے مگر اکھڑی ہوئی طبیعتوں کا ملنا مشکل تھا دراڑیں پیدا ہو چکی تھیں اور جو بات نہ بننی تھی نہ بنی اور کچھ عرصہ کے بعد زید نے طلاق دے دی۔ جب زینب کی عدت ختم ہو چکی تو ان کی شادی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر وحی نازل ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں خود اپنے عقد میں لے لینا چاہئے اور اس خدائی حکم میں علاوہ اس حکمت کے کہ اس سے حضرت زینب کی دلداری ہو جائے گی اور مطلقہ عورت کے ساتھ شادی کرنا مسلمانوں میں عیب نہ سمجھا جائے گا، یہ حکمت مدنظر تھی کہ چونکہ حضرت زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنی تھے اور آپ کے بیٹے کہلاتے تھے اس لئے جب آپ خود اس کی مطلقہ سے شادی فرمالیں گے تو اس بات کا مسلمانوں میں ایک عملی اثر ہوگا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اور نہ اس پر حقیقی بیٹوں والے احکام جاری ہوتے ہیں اور آئندہ کے لئے عرب کی جاہلانہ رسم مسلمانوں میں پورے طور پر مٹ جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کے ساتھ شادی کا فیصلہ فرمایا اور پھر حضرت زید کے ہاتھ ہی حضرت زینب کو شادی کا پیغام بھجوایا اور حضرت زینب کی طرف سے رضامندی کا اظہار ہونے پر ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے ان کی طرف سے ولی ہو کر چار سو درہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا اور اس طرح وہ قدیم رسم جو عرب کی سرزمین میں راسخ ہو چکی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نمونہ کے نتیجہ میں اسلام میں جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دی گئی۔

اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ عام مورخین اور محدثین کا یہ خیال ہے کہ چونکہ زینب کی شادی کے متعلق خدائی وحی نازل ہوئی تھی اور خدا کے خاص حکم سے یہ شادی وقوع میں آئی اس لئے ظاہری طور پر ان کے نکاح کی رسم ادا نہیں کی گئی مگر یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ بخاری کی صریح روایت میں یہ ذکر ہے کہ شادی کے بعد زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رخصت ہو کر آئی تھیں اور ابن ہشام کی روایت میں تصریح کی گئی ہے کہ باوجود خدائی حکم کے اس نکاح کی باقاعدہ رسم ادا کی گئی تھی اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ ایسا ہوا ہو کیونکہ اول تو عام قاعدہ میں استثنا کی کوئی وجہ نہیں تھی اور دوسرے جب اس نکاح میں ایک رسم کا توڑنا اور اس کے اثر کو زائل کرنا مقصود تھا۔ یہ پہلے رسم تھی اور بڑی پکی رسم تھی کہ متبنی کی بیوی سے نکاح نہیں ہو سکتا تو اس بات کی پھر بدرجہ اولیٰ ضرورت تھی کہ یہ نکاح بڑے اعلان کے ساتھ کیا جاتا اور بڑی شہادتوں کے سامنے کیا جاتا تاکہ دنیا کو پتا لگتا کہ یہ رسم آج ختم ہو رہی ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت زید کے متعلق بعض اور باتیں بھی ہیں جو آئندہ بیان کروں گا۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 14th - June - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB